از عدالتِ عظمیٰ

تاریخِ فیصلہ:-11نومبر1955

شریمتی ودیا ورما، بذریعہ دوست آر وی ایس مانی

بنام

ڈاکٹر شیونارائن ورما

[ایس آر داس، ویوین بوس، بھگوتی۔ جگنندھ داس اور بی پی سنہا جسٹسز]

بنیادی حق، خلاف ورزی- نجی شخص کے ذریعہ حراست—اجرارٹ- سپریم کورٹ کا اختیار- ہندوستان کا آئین، آرٹیکل، 21، 32.

آرٹیکل 21 کے تحت کسی بھی بنیادی حق کی خلاف ورزی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے، جہاں حراست کی شکایت کسی نجی شخص کے ذریعے کی جاتی ہے اور نہ کہ کسی ریاست کے ذریعے یا کسی ریاست کے اختیار یا احکامات کے تحت۔اور اس لیے سپریم کورٹ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ہیبس کارپس کی رٹ کے لیے درخواست پر غور نہیں کرے گی.

نتیجۃً آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ایک درخواست۔ آرٹیکل 21 پر مبنی ہیبس کارپس کی رٹ کے لیے.اور اپنی بیٹی کی مبینہ حراست کے لیے باپ کے خلاف ہدایت دینا جھوٹ نہیں ہے۔

اے کے گوپالان بمقابلہ ریاست مدراس([1950]S.C.R88)اور پی ڈی شامداسانی بمقابلہ سنٹرل بینک آف انڈیا([1952]S.C.R391)، پر انحصار کیا.

بنیادی دیرہ اختیار:- کی پٹیشن نمبری262 سال1955.

آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت، ہیبس کارپس کی نوعیت میں ایک ریٹ کے لیے.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

آر وی ایس منی، بزریعہ دوست، بزات خود.

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے ہندوستان (جی این جوشی اور پورس اے مہتا، ان کے ساتھ).

نونیت لال، مدعاعلیہ کے لیے.

11 نومبر 1955 .۔عدالت کا فیصلہ جسٹس باس کے ذریعے دیا گیا

جسٹس باس ۔یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ہیبس کارپس کی رٹ کے لیے ایک درخواست ہے۔یہ عرضی ناگپور ہائی کورٹ کے وکیل جناب آر وی ایس مانی نے شریمتی ودیا ورما کی جانب سے پیش کی تھی اور اس کے والد ناگپور کے ڈاکٹر شیونارائن ورما کے خلاف ہدایت کی گئی تھی.

مسٹر مانی کے پاس خاتون کی طرف سے کوئی پاور آف اٹارنی نہیں تھا اور جب دفتر نے نشاندہی کی کہ وہ ضروری اختیار پیش کیے بغیر درخواست پیش نہیں کر سکتے تو انہوں نے درخواست میں ترمیم کی اور خود کو خاتون کا اگلا دوست قرار دیا.

جب معاملہ پہلی بار سماعت کے لیے آیا تو ہم نے والد کو نوٹس جاری کرنے کی ہدایت کی لیکن بعد میں اسی دن یہ ہمارے نوٹس میں لایا گیا کہ اس کے برعکس نہ تو یونین آف انڈیا تھا اور نہ ہی کوئی ریاست، نہ ہی یہ کوئی سرکاری شخص تھا جو کسی ایک یا دوسرے کے حکم کے تحت کام کر رہا تھا، بلکہ ایک نجی شخص تھا۔اس لیے آرٹیکل 32 کے تحت نجی پارٹیلی کے خلاف اس قسم کی رٹ جاری کرنے کے ہمارے اختیار کا سوال پیدا ہوا۔اس کے مطابق، نوٹس بھیجنے سے پہلے ہم نے اسے واپس بلا لیا اور معاملے کو مزید سماعت کے لیے مقرر کر دیا.

مسٹر مانی مقررہ تاریخ پر دوبارہ پیش ہوئے اور انہیں پچھلے موقع کی طرح پوشاک پہنی تھی ان سے اپنا موقف واضح کرنے کے لیے کہا گیا اور جب اس نے کہا کہ اس کے پاس کوئی پاور آف اٹارنی نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہے اور وضاحت کی کہ وہ اگلے دوست کے طور پر نجی حیثیت میں پیش ہو رہا ہے تو اسے بتایا گیا کہ اگلی سماعت میں اسے اپنے لباس کے بغیر عدالت سے خطاب کرنا چاہیے۔ انہیں یہ بھی خبردار کیا گیا کہ اگر وہ ہار گئے تو انہیں ذاتی طور پر دوسری طرف کے اخراجات برداشت کرنے پڑ سکتے ہیں۔ مسٹر مانی کو کچھ دیر سننے کے بعد ہم نے صرف ایک ابتدائی سوال کی سماعت کے لیے تاریخ طے کرنے کا فیصلہ کیا، یعنی، کیا یہ بنیادی حق شامل ہے جب حراست کی شکایت کسی نجی شخص کے ذریعے کی گئی ہو نہ کہ کسی ریاست کے ذریعے یا کسی ریاست کے اختیار یا احکامات کے تحت۔ ہم نے ہدایت کی کہ مخالف فریق کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے اٹارنی جنرل کو بھی نوٹس جاری کیے جائیں.

ملتوی سماعت میں مسٹر مانی بزاتہ خود پیش ہوئے، ہدایت کے مطابق بغیر لباس کے، لیکن ریکارڈ پر وکیل کے ساتھ ان کے شانہ بشانہ بیٹھے۔ اس نے خود ہم سے خطاب کرنے کی اجازت مانگی۔ ہم نے اسے سننے سے انکار کر دیا جب تک کہ اس نے وکیل کو ریکارڈ پر فارغ کر دیا۔ اس نے موقع پر ہی ایسا کیا اور پھر ہمیں ذاتی طور پر مخاطب کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

چونکہ یہاں پیدا ہونے والے سوال پر اس عدالت کے پہلے دو فیصلوں میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے، اس لیے ہمیں اس معاملے کی تفصیل سے جانچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس بنیادی حق کی خلاف ورزی کی گئی ہے وہ آرٹیکل 21 کے ذریعے دیا گیا ہے: ذاتی آزادی کا حق۔ اے کے گوپالان بمقابلہ ریاست مدراس ([1]) میں چھ میں سے چار ماہر ججوں نے جو اس معاملے میں تھے کہا کہ آرٹیکل 21 میں لفظ "قانون" ریاست کے بنائے ہوئے قانون کا حوالہ دیتا ہے نہ کہ خلاصہ میں قانون کا۔ انہوں نے اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ یہ امریکی آئین میں مقررہ عمل کی شق کے مترادف ہے۔ ایک ماہر جج نے اختلاف کیا اور ایک نے اس نکتے پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ پتنجلی شاستری، جسٹس (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) نے صفحہ 204 پر کہا کہ ایک قاعدے کے طور پر ریاست اور اس کے اعضاء کے خلاف آئینی تحفظات کی فراہم کی جاتی ہے اور یہ کہ افراد کے حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف تحفظ عام قانون میں طلب کیا جانا چاہیے۔ اور ایس آر داس، حفاظتی حراست کے سوال سے نمٹنے والے جسٹس نے صفحہ 324 پر کہا کہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

آرٹیکل 21 کسی شخص کو قانون ساز کی طرف سے بنائے گئے قانون کی منظوری کے بغیر ایگزیکٹو کے ذریعے حفاظتی حراست سے تحفظ فراہم کرتا ہے.

اس اصول کا اطلاق آرٹیکل 19(1)(f) اور 31(1) پر پی ڈی شامداسانی بمقابلہ سنٹرل بینک آف انڈیا() کے پانچ ججوں کی بنچ نے کیا تھا جس نے فیصلہ دیا تھا کہ کسی نجی فرد کے ذریعہ جائیداد کے حقوق کی خلاف ورزی ان آرٹیکل کے دائرہ کار میں نہیں ہے، لہذا جس شخص کے ملکیت کے حقوق کی خلاف ورزی کسی نجی فرد کے ذریعہ کی جاتی ہے اسے آرٹیکل 32 کے تحت نہیں بلکہ عام قانون کے تحت اپنا علاج تلاش کرنا چاہیے۔ آرٹیکل 21 براہ راست شامل نہیں تھا لیکن آرٹیکل 31(1) کا حوالہ دیتے ہوئے دانشور ججوں نے صفحہ 394 پر کہا:

"یہ واضح ہے کہ یہ اسی منفی شکل میں نجی ملکیت کے بنیادی حق کا اعلان ہے جس میں آرٹیکل 21 زندگی اور آزادی کے بنیادی حق کا اعلان کرتا ہے۔ آرٹیکل 21 میں ریاست کا کوئی واضح حوالہ نہیں ہے۔ لیکن کیا یہ اس وجہ سے تجویز کیا کہ اس آرٹیکل کا مقصد نجی افراد کی خلاف ورزی کے خلاف زندگی اور ذاتی آزادی کو تحفظ فراہم کرنا تھا۔ الفاظ 'قانون کے ذریعہ قائم کردہ طریقہ کار کے علاوہ' اس طرح کی تجویز کو واضح طور پر خارج کرتے ہیں.

ان کا مؤقف تھا کہ آرٹیکل 31(1) کی زبان ایک جیسی ہے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ آرٹیکل 31(1) کا اطلاق کسی نجی فرد کے حق پر حملے پر نہیں ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں آرٹیکل 32 کے تحت کوئی رٹ ایسے معاملے میں نہیں ہوگی۔ انہی وجوہات کی بناء پر ہم یہ مانتے ہیں کہ موجودہ درخواست جو آرٹیکل 21 پر مبنی ہے آرٹیکل 32 کے تحت نہیں ہے۔ اس کے مطابق اسے مسترد کر دیا جاتا ہے.

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، مسٹر مانی کے پاس کوئی پاور آف اٹارنی نہیں ہے اور انہوں نے آخری ساعت میں انہیں دی گئی وارننگ کے باوجود اگلے دوست کے طور پر پیش ہونے کا انتخاب کیا ہے.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

یہ چوتھا موقع ہے جب اس معاملے کو عدالتوں میں اٹھایا جارہا ہے۔پہلی کوشش فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 100 کے تحت اس شخص کی طرف سے کی گئی درخواست تھی جو مسٹر مانی کے مطابق اس خاتون کا شوہر ہے جس کے مفاد میں وہ کہتا ہے کہ وہ کام کررہا ہے۔یہ 1954-9-10 پر دائر کیا گیا تھااور خاتون کی بازیابی کے لیے سرچ وارنٹ طلب کیا گیا تھا۔درخواست مسترد کردی گئی اور برخاستگی کے حکم کے خلاف دائر کردہ نظرثانی بھی ناکام ہوگئی۔

اسی معزز شخص نے پھر فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 491 کے تحت ناگپور کی ہائی کورٹ میں1954 -10-18 کو درخواست دائر کی۔فاضل ججوں نے 25 سالہ خاتون سے ذاتی طور پر1954- 10 -20پر جانچ کی اور اس کے بیان کی طاقت پر، جو انہوں نے ریکارڈ کیا، انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ وہ گھر میں یا باہر کسی پابندی کے تحت نہیں تھی اور اس لیے 1954-11-10 پر درخواست کو مسترد کردیا.

اس کے بعد مسٹر مانی نے مقدمے کی سماعت کی اور دفعہ 491 کے تحت بھی ہائی کورٹ میں 1954-12-6پر دوسری عرضی دائر کی۔فاضل ججوں نے دوبارہ خاتون کا معائنہ کیا،اس بار لگاتار دو دنوں تک. 1954-12-20-پر اس نے کہا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی بلکہ واراسکونی میں اپنے چچا کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔وہ اگلے دن دوبارہ پیش ہوئی اور یہ کہہ کر اس کی وضاحت کی کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اپنے چچا کے پاس جائے گی۔اس نے کہا کہ اسے اپنے والد کے ساتھ رہنے میں کوئی تکلیف نہیں ہے لیکن وہ اس کے ساتھ آسانی سے نہیں ہے اور اسے اپنے چچا کے ساتھ زیادہ ذہنی سکون حاصل ہوگا.اس نے یہ بھی کہا:

"مجھے کسی مشورے کی ضرورت نہیں ہے اور میرے پاس شری آر وی ایس مانی سے بات کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

"لڑکی کو اس کے چچا کے پاس جانے کی اجازت دی گئی۔ مسٹر مانی نے پھر درخواست واپس لینے کے لیے اجازت کے لیے درخواست دی۔اس کی اجازت 1955-1-24 پر دی گئی تھی اور اخراجات کے بارے میں کوئی آرڈر نہیں دیا گیا تھا.

اس کے بعد موجودہ پٹیشن 1955-8-22 پر آئی۔ درخواست میں یہ انکشاف نہیں کیا گیا ہے کہ مسٹر مانی نے اس شخص سے مشورہ کرنے کی کوئی کوشش کی جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ خاتون کا شوہر ہے (ایک ایسی حقیقت جو متنازعہ ہے اور جس پر ہم کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے ہیں) اور نہ ہی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے خاتون یا اس کے والد یا یہاں تک کہ اس کے چچا سے رابطہ کرنے کی کوئی کوشش کی تھی۔ انہیں اخراجات کے بارے میں دی گئی وارننگ کے باوجود اس عدالت میں تین بار سماعت ہو چکی ہے اور فاضل اٹارنی جنرل کو بھی ہماری طرف سے پیش ہونے کو کہا گیا تھا۔ جب دلائل مکمل طور پر ختم ہو گئے اور مسٹر مانی نے پایا کہ ہم ان کے خلاف ہیں تو انہوں نے وہی حربے اپنائے جو ناگپور ہائی کورٹ میں تھے اور درخواست واپس لینے کی اجازت مانگی۔ اس سے انکار کر دیا گیا۔ ہم نے اسے اس کی وجہ بتانے کے لیے مدعو کیا کہ اسے اخراجات ادا کرنے کے لیے کیوں نہیں بنایا جانا چاہیے اور اس کی تمام باتیں سنی ہیں۔ اوپر بیان کردہ حالات میں، ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں اسے ذاتی طور پر اخراجات ادا کرنے پر مجبور کیا جانا چاہیے.

ہم درخواست کو مسترد کرتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ مسٹر مانی فاضل اٹارنی جنرل کے علاوہ ذاتی طور پر مخالف پارٹی کے اخراجات ادا کریں اور یہ کہ وہ ذاتی طور پر بھی اپنا خرچ برداشت کریں.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document